بزرگوں کے تبرکات
اور
ہاتھ پاؤں چومنا
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
نور اللہ مرقدہٗ
مُفتی مُحمّد فیض احمد اُویسی رضوی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بزرگوں کے تبرکات
اور
ھاتھ پاؤں چومنا

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بَدَأَ غَرِيْبًا وَيَرْجِعُ غَرِيْبًا فَطُوْبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ"[1]
دین غریبوں میں شروع ہوا اور قرب قیامت واپس بھی غریبوں سے ہوگا پس غریبوں کو مژدہ بہار (خوشخبری) ہو کہ وہ اپنی غریبی کے باوجود لوگوں کے غلط کاموں کی اصلاح کرتے۔ اس حدیث میں وہ امراء بھی شامل ہیں جو دینی امور میں حصہ لیتے ہیں نیز اس حدیث شریف کے مصداق فقیر کے فقیر ساتھی بھی ہیں جو فقیر کی طرح اپنی غریبی کے باوجود حتی الامکان خدمات اسلام میں مصروف ہیں منجملہ ان میں اراکین بزم فیضان اُویسیہ کراچی (باب المدینہ) پاکستان بھی ہیں کہ اپنی غریبی میں فقیر کی متعدد تصانیف شائع کر چکے ہیں اور آئندہ بہت بڑا منصوبہ مدنظر ہے۔۔ اللہ ان حضرات کو غیبی مدد سے نوازے تا کہ دینی اُمور کو آگے بڑھا سکیں۔ (آمین)

بجاه سيدالمرسلين صلى الله عليه و علىٰ آله و اصحابه اجمعين و بارك و سلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور پاکستان

۸ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

[1] (سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء أن الاسلام بدأ غریبا وسیعود غریبا، الحدیث ۲۶۳۰، جلد ۵، صفحہ ۱۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تاثرات از حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن خان

مہتمم اعلیٰ مدرسہ نورالاسلام (ملاوی سینٹرل افریقہ)

صاحبِ سرمایۂ آخرت محترم حضرت علامہ شیخ التفسیر والحدیث رئیس التحریر جناب مولانا محمد فیض احمد اُویسی رضوی کثیر التصانیف کا نام ہے۔

موصوف تحریری میدان میں اپنی مثال آپ ہیں۔افریقہ میں چند کتب مطالعہ کوملیں دل باغ باغ ہوگیا فہرست تصانیف دیکھ کر طبیعت مچل گئی۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ! دنیائے سنّیت میں ابھی ایسی ہستیاں موجود ہیں بیساختہ دل کی گہرائی سے آواز نکلی ، ہر بیشہ گماں بسر کی خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد،اعلیٰحضرت کی صحیح ترجمانی کا حق ایسے ہی مصنفین نے کیا ہے جن کی طرزِ تحریر اور اندازِ تالیف دیکھ کر اپنے پرائے سبھی حیرت میں ہیں کہ درس وتدریس کا شعبہ ہی ایک زبردست اور عظیم ذمے داری اور بہت ہی مصروفیت کا شعبہ ہے۔لیکن تصانیف اور اتنی زیادہ تصانیف یقیناً اس میں امام عشق ومحبت ، فاضلِ عرب وعجم کا فیضان وعرفان ہے جو کارفرما ہے۔اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ آج کے اس پُرفتن دور وماحول میں جب لوگ دین کے نام سے بھڑکتے ہیں دین کے لئے اور سنّیت کی خاطر جنھوں نے اپنی حیات کے اکثر اوقات صرف اور صرف شریعتِ مطہرہ کے لئے وقف کردئے ہوں ایسے لوگوں کا وجود نا پید اگر نہیں ہے تو کم پید یقیناً ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد فیض احمد اُویسی صاحب کو بُری نظروں سے محفوظ فرمائے (آمین نبی الامین الکریم)

کہاں ہیں عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے خزانے کا اتارا پانے والے کھول دیں منہ اپنی مشقّت کی کمائی کے خزانے کا اور چھپوادیں کتابیں جتنی چاہیں۔یہ صحیح دین کی خدمت بھی ہوگی اور مال کا درست مصرف بھی ،اسمیں دنیا کی فلاح بھی ہے اور آخرت کی بہبودی بھی ، پروردگارِ عالم موصوف کی عمر دراز فرمائے حاسدوں کے حسد سے بچائے۔اورانکی ان مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے (آمین)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِيْمِ

بزرگوں مثلاً اولیاء اللہ واساتذہ اور ماں باپ اور علماء کرام کے ہاتھ پاؤں چومنا ایسے ہی ان کے تبرکات مثلاً ان کے ملبوسات اور بال وغیرہ کو بوسہ دینا اور ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے۔ احادیث اور عمل صحابہ کرام اور اولیاء عظام اور علماء کرام کی تصریحات اس میں موجود ہیں بلکہ قرآن مجید میں بھی اس کا ارشاد پایا جاتا ہے۔

اللہ فرماتا ہے: وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ (پارہ ا،سورۃ البقرۃ،آیت ۵۸)

ترجمہ: (اے بنی اسرائیل تم بیت المقدس کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بیت المقدس جو انبیاء کرام کی آرامگاہ ہے اُس کی تعظیم اس طرح کرائی گئی کہ وہاں بنی اسرائیل کو سجدہ کرتے ہوئے جانے کا حکم دیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر توبہ جلد قبول ہوتی ہے۔

صحابہ کرام کی عادات مبارکہ سے ثبوت

(۱) وَکَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ – فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ. (مشکوۃ) [1]

یعنی حضرت ذراع سے مروی ہے اور یہ وفد عبدالقیس میں تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو اپنی سواریوں سے اُترنے میں جلدی کرنے لگے پس ہم حضور ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے۔

(۲) مشکوٰۃ باب الکبائر وعلامات النفاق میں حضرت صفوان ابن عسال سے روایت ہے کہ فَقَبَّلُوا يَدَهُ وَرِجْلَه [2]

یعنی پس اُنہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومے۔

(۳) مشکوۃشریف باب مایقال عند من حضرہ الموت بروایت ترمذی و ابو داؤد میں ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ [3]

یعنی حضور علیہ السلام نے عثمان ابن مظعون کو بوسہ دیا حالانکہ اُن کا انتقال ہو چکا تھا۔

---

[1] (مشکاۃ المصابیح،کتاب الآداب،باب المصافحۃ والمعانقۃ،الحدیث ۴۶۸۸،جلد۳،صفحہ۱۳۲۸،المکتب الاسلامی،بیروت)

[2] (مشکاۃ المصابیح،کتاب الایمان،باب الکبائر وعلامات النفاق،الفصل الثانی،الحدیث ۵۸،جلد۱،صفحہ۲۴،المکتب الاسلامی،بیروت)

[3] (مشکاۃ المصابیح،کتاب الجنائز،باب مایقال عند من حضرہ الموت،الحدیث ۱۶۲۳،جلد۱،صفحہ۵۰۹،المکتب الاسلامی،بیروت)

(۴)شفاء شریف میں ہے، ورؤي ابْنُ عُمَرَ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ ، وَضَعَهَا عَلَى وَجهِهِ [۱]

یعنی جس منبر پرحضور ﷺ خطبہ فرماتے تھے اُس پر حضرت عبداللہ ابن عمر اپنا ہاتھ لگا کر منہ پر رکھتے تھے چومتے تھے۔

(۵)فتح الباری شرح بخاری لابن حجر میں ہے کہ اِسْتَنْبَطَ بَعْضَهُمْ مِنْ مَشْرُوعِيَّة تَقْبِيْل الْأَرْكَان جَوَاز تَقْبِيْل كُلّ مَنْ يَسْتَحِقّ التَّعْظِيم مِنْ آدَمِيّ وَغَيْره، فَأَمَّا تَقْبِيل يَد الْآدَمِيّ فَيَأْتِي فِي كِتَاب الْأَدَب، وَأَمَّا غَيْره فَنُقِلَ عَنْ الْإِمَام أَحْمَد أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ تَقْبِيْلُ مِنْبَر النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقْبِيل قَبْره فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا، وَاسْتَبْعَدَ بَعْض اِتِّبَاعه صِحَّة ذَلِكَ، وَنُقِلَ عَنْ اِبْن أَبِي الصَّيْف الْيَمَانِيّ أَحَد عُلَمَاء مَكَّة مِنْ الشَّافِعِيَّة جَوَاز تَقْبِيل الْمُصْحَف وَأَجْزَاء الْحَدِيث وَقُبُور الصَّالِحِينَ وَبِاَللَّهِ التَّوْفِيق . [۲]

یعنی ارکانِ کعبہ کے چومنے سے بعض علماء نے بزرگان دین وغیرہ ھم کے تبرکات کا چومنا ثابت کیا ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ کا منبر یا قبرانور چومنا کیسا ہے؟ فرمایا کوئی حرج نہیں اور ابن ابی الصنف یمانی سے جو کہ مکہ کے علماء شافعیہ میں سے ہیں منقول ہے کہ قرآن کریم اور حدیث کے اَوراق بزرگان دین کی قبریں چومنا جائز ہیں۔

توشیح میں علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :اسْتَنْبَطَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الْعَارِفِيْنَ مِنْ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ تَقْبِيلَ قُبُورِ الصَّالِحِيْنَ [۳]

یعنی حجراسود کے چومنے سے بعض عارفین نے بزرگان دین کی قبروں کا چومنا ثابت کیا ہے۔

---

[۱] (الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ،الباب الرابع فی حکم الصلاۃ علیہ والتسلیم الخ ،الفصل التاسع حکم زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم وفضیلۃ من زارہ فضل الخ ،جلد۲،صفحہ۱۹۹،دارالفیحاء،عمان)

[۲] (فتح الباری شرح صحیح البخاری ،کتاب الحج ،قولہ باب تقبیل الحجر ،جلد۳،صفحہ۴۷۵،دارالمعرفۃ ،بیروت)

[۳] یہ عبارت تحفۃ المحتاج فی شرح المنهاج میں ہے اور مصنف موصوف نے وہیں سے امام جلال الدین سیوطی کی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔تحفۃ المنہاج کی عبارت اس طرح ہے، وَذَكَرَ السُّيُوطِيّ فِي التَّوْشِيحِ عَلَى الْجَامِعِ الصَّغِيرِ أَنَّهُ اسْتَنْبَطَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ الْعَارِفِيْنَ مِنْ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ تَقْبِيلَ قُبُورِ الصَّالِحِيْنَ انْتَهَى

(تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ،جلد۳،صفحہ۱۷۶،کتاب الجنائز ،(فَصْلٌ) فِي الدَّفْنِ وَمَا يَتْبَعُهُ ،المکتبۃ التجاریۃ الکبری بمصر)

التوشیح میں عبارت اس طرح ہے، استنبط بعضهم من تقبيل الحجر تقبيل المصحف و المنبر النبوي و القبر الشريف، وقبور الصالحين

(التوشیح شرح الجامع الصحیح ،کتاب الحج ،بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ ،الحدیث ،۱۶۱۱،جلد۳،صفحہ۱۲۷۴،مکتبۃ الرشد ،الریاض)

ان احادیث ومحدثین وعلماء کی عبارات سے ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے ہاتھ پاؤں اور اُن کے لباس ،نعلین ،بال غرضیکہ ساری تبرکات اسی طرح کعبہ معظّمہ،قرآن شریف ،کتب احادیث کے اَوراق کا چومنا جائز اور باعثِ برکت ہے۔

قرآن کریم سے ثبوت ﴾بزرگان دین کے بال ولباس وجمیع تبرکات کی تعظیم کرنا،اُن سے لڑائی وغیرہ مصائب میں امداد حاصل کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

(۱) وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۴۸)

ترجمہ: اوران (بنی اسرائیل) سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک۔

حوالہ جات تفاسیر ﴾ تفسیر خازن وروح البیان وتفسیر مدارک اور جلالین وغیرہ میں ہے کہ تابوت ایک شمشاد کی لکڑی کا صندوق تھا جس میں انبیاء کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہ بنائی تھیں بلکہ قدرتی تھی) اُن کے مکانات شریفہ کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اوران کے کپڑے اورآپ کے نعلین شریف اورحضرت ہارون علیہ السلام کا عصا اوراُن کا عمامہ وغیرہ تھا۔بنی اسرائیل جب دشمن سے جنگ کرتے تو برکت کے لئے اُس کو سامنے رکھتے تھے جب خدا سے دعا کرتے تو اُس کو سامنے رکھ کر دعا کرتے تھے۔[1]

فائدہ: ثابت ہوا کہ بزرگان دین کے تبرکات سے فیض لینا،اُن کی عظمت کرنا طریقۂ انبیاء ہے۔

(۲)خازن و مدارك و روح البيان و كبير سورہ یوسف پارہ ۱۲ زیرِ آیت فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ [2] کہ جب یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کواُن کے بھائیوں کے ساتھ بھیجا تو اُن کے گلے میں ابراہیم علیہ السلام کی قمیص تعویذ

---

[1] (تفسیر الخازن،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۴۸،جلد۱،صفحہ-۱۸۲-۱۸۱،دارالکتب العلمیۃ،بیروت)
(تفسیر روح البیان،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۴۸،جلد۱،صفحہ۳۸۶-۳۸۵،دارالفکر،بیروت)
(تفسیر المدارک،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۴۸،جلد۱،صفحہ۲۰۵،دارالکلم الطیب،بیروت)
(تفسیر الجلالین،سورۃ البقرۃ،آیت ۲۴۸،جلد۱،صفحہ۵۴،دارالحدیث،القاہرۃ)

[2] **ترجمہ**: پھر جب اسے لے گئے۔ (پارہ۱۲،سورۃ یوسف،آیت ۱۵)

بنا کر ڈال دی تا کہ محفوظ رہیں۔ [1]

فائدہ: سارے پانی رب کے پیدا کئے ہوئے ہیں مگر آب زم زم کی تعظیم اس لئے ہے کہ یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم شریف سے پیدا ہوا۔

(۳) مقام ابراہیم علیہ السلام سے نسبت ہوئی تو اُس کی عزت یہاں تک بڑھ گئی کہ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

یعنی سب کے سر اُدھر جھکا دیئے۔

(۴) مکہ معظّمہ کو حضور ﷺ سے نسبت ہوئی تو رب تعالیٰ نے اُس کی قسم یاد فرمائی:

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ۝ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱ اور ۲)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

(۵) ایوب علیہ السلام نے فرمایا: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ۝

ترجمہ: ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار۔ یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔ (پارہ ۲۳، سورہ ص، آیت ۴۲)

ایوب علیہ السلام کے پاؤں سے جو پانی پیدا ہوا وہ شفا بنا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے پاؤں کا دھوون عظمت والا اور شفاء ہے۔

مزید احادیث مبارکہ

(۱) مشکوٰۃ شروع کتاب اللباس میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما کے پاس حضور ﷺ کا جبہ (اچکن) شریف تھا اور مدینہ شریف میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ وہ دھو کر اُس کو پلاتی تھیں۔ [2]

(۲) مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ باب الاشربۃ میں ہے کہ حضور ﷺ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے اور اُن کے مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پیا اُنہوں نے برکت کے لئے مشکیزہ کا منہ کاٹ کر رکھ لیا۔ [3]

---

[1] (تفسیر الخازن، سورہ یوسف، آیت ۱۵، جلد ۲، صفحہ ۵۱۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(تفسیر المدارک، سورہ یوسف، آیت ۱۵، جلد ۲، صفحہ ۹۹، دار الکلم الطیب، بیروت)

(تفسیر روح البیان، سورہ یوسف، آیت ۱۵، جلد ۴، صفحہ ۲۲۲، دار الفکر، بیروت)

[2] (مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الأول، الحدیث ۴۳۲۵، جلد ۲، صفحہ ۴۸۲، المکتب الاسلامی، بیروت)

[3] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الأطعمۃ، باب الأشربۃ، الفصل الثانی، الحدیث ۴۲۸۱، جلد ۲، صفحہ ۴۷۳، المکتب الاسلامی، بیروت)

(۳) مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فصل ثانی میں ہے کہ ایک جماعت حضور ﷺ کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارے ملک سبیعہ (یہودیوں کا عبادت خانہ) ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُس کو توڑ کر مسجد بنالیں۔ حضور ﷺ نے ایک برتن میں پانی لے کر اُس میں کلی فرمادی اور فرمایا کہ اس سبیعہ کو توڑ دو اور اس پانی کو وہاں زمین پر چھڑک دو اور اس کو مسجد بنالو۔[۱]

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا لعاب شریف کفر کی گندگی کو دور فرماتا ہے۔

(۴) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی شریف میں حضور ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا اور جنگ میں وہ ٹوپی ضرور آپ کے سر پر ہوتی تھی۔ [۲]

(۵) مشکوٰۃ میں ہے کہ حضور ﷺ نے وضو فرمایا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی لے لیا اور لوگ حضرت بلال کی طرف دوڑے جس کو اس غسالہ شریف سے تری مل گئی۔ اس نے اپنے منہ پہ مل لیا اور جسے نہ ملی اس نے کسی دوسرے کے ہاتھ سے تری لے کر منہ پر ہاتھ پھیر لیا۔ [۳]

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے استعمالی چیزوں سے برکت حاصل کرنا صحابہ کا طریقہ ہے۔

اقوالِ فقہائے کرام عالمیری کتاب الکراھیۃ باب ملاقات الملوك میں ہے، إِنْ قَبَّلَ يَدَ عَالِمٍ أَوْ سُلْطَانٍ عَادِلٍ لِعِلْمِهِ وَعَدْلِهِ لَا بَأْسَ بِهِ [۴]

یعنی اگر عالم بادشاہ کے ہاتھ پاؤں چومے ان کے علم و عدل کی وجہ سے تو اس میں حرج نہیں۔

عالمگیری کتاب الکراھیۃ میں ہے، وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ قَبْرِ وَالِدَيْهِ كَذَا فِي الْغَرَائِبِ [۵]

یعنی اپنے ماں باپ کی قبریں چومنے میں حرج نہیں۔

---

[۱] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب المسجد ومواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، الحدیث ۷۱۶، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸، المکتب الاسلامی، بیروت)

[۲] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الثالث فی تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ الخ، الفصل السابع: اعزاز مالہ من صلۃ الخ، جلد ۲، صفحہ ۱۲۷، دار الفیحاء، عمان)

[۳] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین، الحدیث ۵۹۱۱، جلد ۳، صفحہ ۲۸۵، المکتب الاسلامی، بیروت)

[۴] (الفتاوی الھندیہ، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ، الْبَابُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ فِي مُلَاقَاةِ الْمُلُوكِ وَالتَّوَاضُعِ، جلد ۵، صفحہ ۳۶۹، دار الفکر، بیروت)

[۵] (الفتاوی الھندیہ، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ، الْبَاب السَّابِع عَشَر فِي الغناء وَاللَّهْو وَسَائِر الْمَعَاصِي وَالْأَمر بِالْمَعْرُوفِ، جلد ۵، صفحہ ۳۵۱، دار الفکر، بیروت)

عالمیری کتاب الکراھیۃ باب ملاقات الملوک میں ہے۔ترجمہ بوسہ لینا پانچ طرح کا ہے۔رحمت کا بوسہ جیسے باپ اپنے فرزند کو لے۔ملاقات کا بوسہ جیسے بعض مسلمان بعض کو بوسہ دیں۔شفقت کا بوسہ جیسے فرزند اپنے ماں باپ کو بوسہ دے۔دوستی کا بوسہ جیسے کہ کوئی شخص اپنے دوست کو بوسہ دے۔شہوت کا بوسہ جیسے کہ شوہر اپنی بیوی کا بوسہ لے بعض نے زیادہ کیا۔دین داری اور وہ سنگِ اسود کا چومنا ہے۔[1]

(۴)درمختار کتاب الکراھیت آخر باب الاستبراء بحث مصافحہ میں ہے لَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ يَدِ الْحَاكِمِ وَالْمُتَدَيِّنِ (السُّلْطَانِ العَادِلِ)[2]

یعنی عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومنے میں حرج نہیں۔

(۵)شامی نے حاکم کی ایک حدیث نقل کی جس کے آخر میں ہے کہ قَالَ: ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَ لَوْ كُنْتَ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا :وَقَالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ [3]

یعنی حضور ﷺ نے اس شخص کو اجازت دی اُس نے آپ ﷺ کے سرِ انور اور پاؤں مبارک پر بوسہ دیا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہم کسی کو سجدے کا حکم دیتے کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

(۶)درمختار نے اسی جگہ بوسہ پانچ قسم کا بیان کیا مثل عالمگیری کے اتنا اور زیادہ کیا کہ قُبْلَةُ الدِّيَانَةِ لِلْحَجَرِ الْأَسْوَدِ جَوْهَرَةٌ . قُلْت :وَتَقَدَّمَ فِي الْحَجِّ تَقْبِيلُ عَتَبَةِ الْكَعْبَةِ ,وَفِي الْقُنْيَةِ فِي بَابِ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَقَابِرِ تَقْبِيلُ الْمُصْحَفِ قِيلَ بِدْعَةٌ لَكِنْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْمُصْحَفَ كُلَّ غَدَاةٍ وَيُقَبِّلُهُ وَيَقُولُ :عَهْدُ رَبِّي وَمَنْشُورُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَبِّلُ الْمُصْحَفَ وَيَمْسَحُهُ عَلَى وَجْهِهِ، وَأَمَّا تَقْبِيلُ الْخُبْزِ فَحَرَّرَ الشَّافِعِيَّةُ أَنَّهُ بِدْعَةٌ مُبَاحَةٌ وَقِيلَ حَسَنَةٌ وملحضا [4]

یعنی ایک بوسہ دینداری کا ہے وہ حجر اسود کا بوسہ کعبہ شریف کی چوکھٹ کا بوسہ ہے قرآن پاک کو چومنا بعض لوگوں نے

---

[1] أَنَّ التَّقْبِيلَ عَلَى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ قُبْلَةُ الرَّحْمَةِ كَقُبْلَةِ الْوَالِدِ وَلَدَهُ وَقُبْلَةُ التَّحِيَّةِ كَقُبْلَةِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ وَقُبْلَةُ الشَّفَقَةِ كَقُبْلَةِ الْوَلَدِ وَالِدَيْهِ وَقُبْلَةُ الْمَوَدَّةِ كَقُبْلَةِ الرَّجُلِ أَخَاهُ عَلَى الْجَبْهَةِ وَقُبْلَةُ الشَّهْوَةِ كَقُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ أَوْ أَمَتَهُ وَزَادَ بَعْضُهُمْ قُبْلَةَ الدِّيَانَةِ وَهِيَ قُبْلَةُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ كَذَا فِي التَّبْيِينِ.

(الفتاوی الھندیہ، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ،الْبَابُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ فِي مُلَاقَاةِ الْمُلُوكِ وَالتَّوَاضُعِ،جلد۵،صفحہ۳۶۹،دارالفکر،بیروت)

[2] (ردالمحتار علی الدرالمختار،کتاب الحظر والاباحۃ،باب الاستبراء وغیرہ،جلد۶،صفحہ۳۸۳،دارالفکر،بیروت)

[3] (ردالمحتار علی الدرالمختار،کتاب الحظر والاباحۃ،باب الاستبراء وغیرہ،جلد۶،صفحہ۳۸۳،دارالفکر،بیروت)

[4] (رد المحتار علی الدرالمختار،کتاب الحظر والاباحۃ،باب الاستبراء وغیرہ،جلد۶،صفحہ۳۸۳،دارالفکر،بیروت)

بدعت کہا ہے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر صبح کو قرآن پاک ہاتھ میں لے کر چومتے تھے اور روٹی کا چومنا اس کو شافعی لوگوں نے جائز فرمایا ہے کہ یہ بدعت جائز ہے بعض نے کہا کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔

فائدہ: ان عبارات سے معلوم ہوا کہ بوسے چند طرح کے ہیں اور متبرک چیزوں کو بوسہ دینا دینداری کی علامت ہے یہاں تک تو اقوال موافقین کا ذکر ہوا۔ مخالفین کے اپنے قطبِ عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاوی رشیدیہ، کتاب الحظر والاباحۃ میں فرماتے ہیں کہ تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے حدیث سے ثابت ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ [1]

باحیاء انسان کے لئے ایک حوالہ ہی کافی ہے۔

﴿سوالات و جوابات﴾

سوال: فقہاء فرماتے ہیں کہ علماء کے سامنے زمین چومنا حرام ہے نیز جھک کر تعظیم کرنا حرام ہے کیونکہ یہ رکوع کے مشابہ ہے اور جس طرح تعظیمی سجدہ حرام ہوگیا تعظیمی رکوع بھی حرام ہوگیا اور جبکہ کسی کے پاؤں چومنے کے لئے اُس کے قدم پر منہ رکھا تو یہ رکوع تو کیا سجدہ ہوگیا لہٰذا یہ حرام ہے۔ ردالمحتار کتاب الکراھیت باب الاستبراء بحث مصافحہ میں ہے (تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيْ الْعُلَمَاءِ) وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهِ آثِمَانِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ [2]

یعنی علماء یعنی اور بڑے لوگوں کے سامنے زمین چومنا یہ حرام ہے کیونکہ یہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔

اسی کے ماتحت شامی میں ہے کہ الْإِيمَاءُ فِي السَّلَامِ إلَى قَرِيبِ الرُّكُوعِ كَالسُّجُودِ وَفِي الْمُحِيطِ أَنَّهُ يُكْرَهُ الِانْحِنَاءُ لِلسُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ إطْلَاقُ السُّجُودِ عَلَى هَذَا التَّقْبِيلِ [3]

یعنی اسلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا سجدہ کی طرح ہے اور محیط میں ہے کہ بادشاہ وغیرہ کے سامنے جھکنا مکروہ ہے اور فقہاء کا ظاہری کلام یہ ہے کہ وہ اس چومنے کو سجدہ ہی کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی انسان کے آگے جھکنا سجدہ ہے اور غیر خدا کو سجدہ کرنا شرک ہے لہٰذا کسی کے پاؤں چومنا شرک ہے۔ حضرت مجدد صاحب کو دربارِ اکبری میں بلایا گیا اور داخل ہونے کا دروازہ چھوٹا رکھا گیا تا کہ اس بہانہ سے آپ اکبر کے سامنے جھک جائیں مگر جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو آپ نے اولاً دروازے میں پاؤں داخل کئے تا کہ جھکنا نہ لازم آئے۔ (دیوبندی، وہابی اسی کو پیش کرتے ہیں۔)

---

[1] (فتاوی رشیدیہ، حرمت اور جواز کے مسائل، صفحہ ۵۵۷، دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

[2] (رد المحتار على الدرالمختار، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، جلد ۶، صفحہ ۳۸۳، دارالفکر، بیروت)

[3] (رد المحتار على الدرالمختار، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، جلد ۶، صفحہ ۳۸۳، دارالفکر، بیروت)

جواب: ہم پہلے سجدے کی تعریف کرتے ہیں پھر سجدے کے احکام پھر یہ عرض کریں گے کہ کسی کے سامنے جھکنے کے کیا احکام ہیں اس سے یہ اعتراض خود بخود ہی دفع ہو جائے گا۔شریعت میں سجدہ یہ ہے کہ زمین پر سات عضو لگیں۔دونوں پنجے، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور ناک و پیشانی۔پھر اس میں سجدہ کی نیت بھی ہو۔

﴿احادیث و فقہ کتاب الصلوٰۃ بحث سجدہ﴾

اگر بغیر سجدے کی نیت کے کوئی شخص زمین پر اوندھا لیٹ گیا تو سجدہ نہ ہوا جیسا کہ بعض وقت بیماری یا سردی سے چارپائی پر اوندھے پڑ جاتے ہیں۔سجدہ دو طرح کا ہے سجدہ تحیہ اور سجدہ عبادت۔سجدہ تحیہ تو کسی کی ملاقات کے وقت سجدہ کرنا اور سجدہ عبادت کسی کو خدا یا خدا کی طرح جان کر کرنا۔سجدہ عبادت غیر اللہ کو کرنا شرک ہے کسی نبی کے دین پر جائز نہ ہوا کیونکہ ہر نبی توحید لائے شرک کسی نے نہیں پھیلایا۔سجدہ تحیہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور ﷺ کے زمانہ پاک تک جائز رہا۔فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا، حضرت یعقوب علیہ السلام اور برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ تفسیر روح البیان پارہ ۱۲ سورۂ ہود زیر آیت وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ [1] میں حضرت ابوالعالیہ سے ایک روایت نقل کی کہ زمانہ نوح علیہ السلام میں شیطان نے توبہ کرنی چاہی تو حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ شیطان سے کہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے شیطان بولا کہ جب میں نے آدم علیہ السلام کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تو اُن کی قبر کو کیا سجدہ کرونگا۔ [2]

پھر اسلام نے اس سجدہ تحیہ کو حرام فرمایا لہذا اگر کوئی مسلمان کسی آدمی کو سجدہ تحیۃ کرے تو گناہ گار ہے مجرم ہے، حرام کا مرتکب ہے، مگر کافر یا مشرک نہیں۔جو لوگ سجدہ تعظیمی کے قائل ہیں مجرم ہیں ہمارا اور ان کا کوئی تعلق نہیں ہے معترض نے جو ردالمختار کی عبارت پیش کی اسی جگہ درمختار میں ہے کہ عَلَىٰ وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيْمِ كُفْرٌ، وَإِنْ عَلَىٰ وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا، وَصَارَ آثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيْرَةِ [3]

یعنی اگر یہ چومنا عبادت اور تعظیم کے لئے ہو تو کفر ہے اور اگر تحیۃ کے لئے ہو تو کفر نہیں ہاں گناہ گار اور کبیرہ کا مرتکب ہوگا اسی عبارت کے تحت شامی نے اس کو اور بھی واضح کر دیا ہے ہاں غیر کے سامنے جھکنا۔اس کی دو نوعیت ہیں ایک یہ کہ جھکنا تعظیم کے لئے جیسے کہ جھک کر سلام کرنا یا معظم شخص کے سامنے زمین چومنا اگر حد رکوع ہے تو حرام ہے اسی کو فقہاء منع فرما

---

[1] **ترجمہ:** اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔ (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۴۴)

[2] (تفسیر روح البیان، سورۃ ھود، آیت ۴۴، جلد ۴، صفحہ ۱۳۷، دارالفکر، بیروت)

[3] (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ، جلد ۶، صفحہ ۳۸۳، دارالفکر، بیروت)

رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جھکنا کسی اور کام کے لئے ہو اور وہ کام تعظیم کے لئے ہو جیسے کہ کسی بزرگ کے جوتے سیدھے کرنا یا اُس کے پاؤں چومنا یا جھکنا اگر چہ اس میں بھی ہے مگر جوتا سیدھے کرنا یا پاؤں چومنے کے لئے اور وہ کام تعظیم بزرگ کے لئے ہے یہ حلال ہے۔ اگر توجیہ نہ کی جائے تو ہماری پیش کردہ احادیث اور فقہی عبارات کا کیا مطلب ہوگا؟ نیز یہ سوال دیوبندیوں کے بھی خلاف ہوگا کہ اُن کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب بھی پاؤں چومنا جائز فرماتے ہیں۔[1]

حضرت مجدد کا یہ انتہائی تقویٰ تھا کہ اُنہوں نے سمجھا کہ چونکہ دربارِ اکبری میں اکبر بادشاہ کو سجدہ کرایا جاتا ہے اور اکبر اس غرض سے مجھ کو اپنے سامنے جھکانا چاہتا ہے اس لئے آپ نہ جھکے ورنہ اگر آپ جھک کر اس کھڑکی سے داخل ہوتے تو بھی آپ پر کچھ شرعی الزام نہ ہوتا کہ آپ کا مقصد اس جھکنے سے تعظیمِ اکبر نہ تھی۔

سوال: احادیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنگِ اسود کو بوسہ دے کر فرمایا: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ، وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ [2]

یعنی اے حجر اسود میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے نہ نقصان۔ اگر میں نے حضور ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھ کو نہ چومتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سنگ اسود کا بوسہ نا گوار تھا مگر چونکہ نص میں آ گیا مجبوراً چوم لیا اور چونکہ ان تبرکات کے چومنے کی کوئی نص نہیں اسی لئے انہیں نہیں چومنا چاہیئے؟

جواب ۱: فقیر کا اس سوالات کے جوابات پر مستقل رسالہ ہے التحریر المسجد فی تحقیق الحجر الاسود منجملہ ان کا جواب یہ ہے کہ اسی جملہ "لَا تَضُرُّ، وَلَا تَنْفَعُ" کو سنکر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین حجر اسود نفع بھی دیتا ہے نقصان بھی کیونکہ قیامت میں مومنوں کے ایمان کی گواہی دیگا تو مومن کو جنت نصیب ہوگی اور کافر کے کفر کی گواہی دیگا تو اسے جہنم نصیب ہوگا۔[3] حدیث طویل ہے۔ ہم نے رسالہ مذکور میں مفصل نقل کی ہے۔

جواب ۲: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عشقِ رسول ﷺ کا درس دیا کہ ہم نے اس پتھر کو اس لئے چوما کہ ہمارے آقا ﷺ نے چوما چونکہ اہل عرب پہلے بت پرست تھے ایسا نہ ہو کہ وہ یہ سمجھ لیں کہ اسلام نے چند بتوں کو ہٹا کر ایک پتھر پر ہم کو متوجہ کر دیا اس فرمان سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ تھا پتھروں کا پوجنا اور یہ ہے پتھر کا چومنا۔ پوجنا اور ہے اور چومنا اور۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقصد کی تردید نہ کی بلکہ "لَا تَضُرُّ، وَلَا تَنْفَعُ" کے لفظ سے جو سامعین دھوکا کھاتے

---

[1] (فتاوی رشیدیہ، حرمت اور جواز کے مسائل، صفحہ ۵۵۷، دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

[2] (المستدرك على الصحيحين، کتاب الصوم، اول کتاب المناسک، الحدیث ۱۶۸۲، جلد ۱، صفحہ ۶۲۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

[3] حدیث شریف کے آگے کے الفاظ اس طرح ہیں: فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ الخ

(المستدرك على الصحيحين، کتاب الصوم، اول کتاب المناسک، الحدیث ۱۶۸۲، جلد ۱، صفحہ ۶۲۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

اس کو صاف فرمادیا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ بالذات یہ پتھر نفع اور نقصان کا مالک نہیں جیسا کہ اہل عرب بتوں کو سمجھتے تھے۔اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اس پتھر میں بالکل نفع وضرر نہیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی لوگوں کو سمجھانے کے لئے تھا اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا بھی۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے واضح فرمایا کہ ہم محبوبانِ خدا کی نسبت کے عاشق ہیں اسی لئے حجر اسود کو چومتے ہیں تعجب ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہاں تو سنگ اسود کے بوسہ سے بقول تمہارے خلاف ہیں لیکن خود ہی حضور علیہ السلام سے انہوں نے عرض کیا کہ ہم مقامِ ابراہیم کو اپنا مصلٰے بنالیتے کہ اُس کے سامنے سجدہ کرتے اور نفل پڑھتے۔اُن ہی کی عرض پر یہ آیت آئی وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (پارہ ا،سورۃ البقرۃ،آیت ۱۲۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

مقام ابراہیم بھی تو ایک پتھر ہی ہے اس کے سامنے نفل پڑھنا اور سجدہ کرنا آپ کو پسند ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "البرکات فی التبرکات"

قاعدہ السلامی اسلام کا ایک مضبوط ضابطہ ہے کہ کوئی شے کسی محبوب خدا سے منسوب ہو اُس کی تعظیم وتکریم اللہ تعالیٰ کو مرغوب ہے اس قاعدہ پر دلائل کے انبار لگائے جاسکتے ہیں اس موضوع پر فقیر کا رسالہ پڑھیئے "نسبت سے پیار" بالخصوص جس شے کو حضور ﷺ سے نسبت ہوجائے تو اس کی شان وکمال کا کیا کہنا۔چند حوالے حاضر ہیں۔ شفا شریف میں ہے کہ وَمِنْ إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ إِعْظَامُ جَمِيعِ أَسْبَابِهِ، وَإِكْرَامُ مَشَاهِدِهِ وَأَمْكِنَتِهِ مِنْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَاهِدِهِ. وَمَا لَمَسَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عُرِفَ بِهِ. [1]

یعنی حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں سے یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے اسباب ان کے مکانات اور جو اس جسم پاک سے مس بھی ہوگیا ہو اس جس کے متعلق یہ مشہور ہو کہ یہ حضور ﷺ کی ہے ان سب کی تعظیم کرے۔

شرح شفاء میں ملا علی قاری اسی عبارت کے ماتحت فرماتے ہیں:

والمراد جميع ما ينسب إليه ويعرف به صلى الله تعالى عليه وسلم [2]

یعنی اس سے مقصد یہ ہے کہ جو چیز حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو مشہور ہو اس کی تعظیم کرے۔

---

[1] (الشفا بتعریف حقوق المصطفی،الباب الثالث:فی تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ الخ،الفصل السابع:اعزاز مالہ من صلۃ الخ،جلد۲،صفحہ۱۲۶، دارالفیحاء،عمان)

[2] (شرح الشفاء،الباب الثالث:فی تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ الخ،ومن إعظامہ وإکبارہ إعظام جمیع الخ،جلد۲،صفحہ۹۸،دارالکتب العلمیۃ،بیروت)

مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے اپنی کتاب نور الایمان میں یہ ہی عبارتِ شفا نقل فرما کر حاشیہ لکھا ای ولو کان علیٰ وجه الا شتهر من غیر ثبوت اخیار فی اثاره کذا قال علی القاری۔

یعنی اگر چہ یہ نسبت محض شہرت کی بناء پر ہو اور اس کا ثبوت احادیث سے نہ ہو جس طرح ملا علی قاری نے فرمایا۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مسلک متقظ میں یہ ہی مضمون فرمایا۔ اسی طرح علماء امت نے احکامِ حج میں تصانیف شائع کیں اور زائرین کو ثابت کیا کہ حرمین شریفین میں ہر اس مقام کی زیارت کرے جس کی لوگ تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ اس سے ان بدبختوں کا بھی رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ ان تبرکات کا کیا ثبوت ہے کہ واقعی حضور ﷺ و دیگر محبوبانِ خدا کے ہی ہونگے۔ ہم صرف یہ کہہ دیں گے کہ

عاشقاں راچه کا باتحقیق ہر کجا نام اوست قربانیم

یعنی عشاق کو تحقیق سے کیا غرض عاشق تو محبوب کے نام پر قربان ہیں۔

آخری اور فیصلہ کن جواب ﴾ ان دلائل کے باوجود کوئی صاحب پھر بھی بضد ہوں تو فقیر اُویسی غفرلہ کے مشورہ پر اس صاحب سے پوچھیں آپ کے اپنے والد گرامی منسوب ہیں اس کی کیا دلیل ہے۔ یہی جواب دیں گے کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں صاحب کا بیٹا ہوں اور ان کے اس بارے میں نکاح کے گواہ بھی موجود ہیں۔ یقین مانئے کہ اس کے جواب سے اس کے حلالی ہونے کا حتمی فیصلہ نہیں ہوگا لوگوں کے اذہان کشمکش میں رہیں گے کیونکہ یہ خبر دینے والے عوام اور گواہ بھی صرف نکاح ہونے کے کچھ تسلی بخش نہیں کیونکہ نکاح کے بعد جناب کے نطفہ حلال وحرام کا یقین کسی کو نہیں نہ تمہیں خود کو اور نہ تمہارے باپ کو ہاں ماں کو ہے تو وہ عار وشرم سے خبر نہ دیگی لیکن تبرکات کے بارے میں خبر دینے والے اولیاء کاملین اور علمائے راسخین اور عوام صالحین ہیں جن کی گواہی ایسی محبوب ہے کہ قیامت میں بھی صرف ان حضرات کی قابل قبول ہوگی جب کفار انبیاء کرام علیہم السلام کی پیغام رسانی کا انکار کریں گے تو گواہی کے لئے یہی حضرات بلائے جائیں گے اور دنیا میں ان حضرات کی خبر متفقہ طور پر پھیل جائے تو اُن کی خبر پر شرعاً فیصلہ ضروری ہے اسے خبر مستفیض کہا جاتا ہے اور یہ خواص حضرات تو بہت بڑے بلند قدر ہے عوام کے لئے وارد ہے، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ [1]

یعنی تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

اس سے اہلِ حق اندازہ لگائیں کہ تبرکات کا ثبوت کتنا مضبوط سے مضبوط تر ہے لیکن جن کے دلوں میں بغض وعداوت نے ڈیرہ جمایا ہوا ہوں اس کا کیا علاج؟

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت، الحدیث ۱۳۰۱، جلد ۱، صفحہ ۴۶۰، دار ابن کثیر، الیمامۃ، بیروت)
(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیہ خیر أو شر من الموتی، الحدیث ۹۴۹، جلد ۲، صفحہ ۶۵۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت)